نامور مفکرین اسلام

شیخ مفید علیہ الرحمہ: شخصیت اور خدمات

پروفیسر احمد آرام

تاریخ اسلام میں علم کلام کے تین بڑے مکاتب ہیں :
اشعری مکتب فکر ، معتزلی مکتب فکر اور شیعی مکتب فکر

اشعری اور معتزلی مکتب فکر کے بارے میں تو تحقیقی کام کافی ہوا ہے مگر علم کلام میں شیعی نقطہ نظر سے غیر شیعہ حلقہ کما حقہ واقف نہیں ہیں- اس لئے اس سلسلے میں تحقیقی کام کی ضرورت ہے- شیخ صدوق کے بعد شیخ مفید ہی کی ذات تھی جس نے شیعی علم کلام کی تدوین کا کام انجام دیا۔ اس لئے ان کی شخصیت کو پہچاننا ضروری ہے۔ شیخ کلینی اور شیخ صدوق کے بعد شیخ مفید ہی نے معارف اہلبیت کو کتابی شکل میں پیش کیا(۱)

۳۲۹ھ مطابق ۹۴۰ء میں شیخ کلینی کا انتقال ہوا -انھوں نے اپنی عظیم کتاب الکافی میں اہلبیت کی احادیث کو جمع کیا۔ ایک سال بعد امام زمانہؑ کے چوتھے نائب نے رحلت فرمائی اور غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا- چار سال بعد بغداد اور عراق میں آل بویہ کی فرمانروائی کا سلسلہ شروع ہوا جو شیعہ تھے- یہ خاندان ایک سو تیرہ سال تک حاکم رہا۔ان کا دار الحکومت تو ایران میں تھا مگر بغداد میں ان کا گورنر رہتا تھا۔ عباسی خلیفہ اب بھی ان کا خلیفہ تھا مگر وہ آل بویہ کے اقتدار کو مانتا تھا۔ اس دور میں شیخ مفید،سید مرتضیٰ، سید رضی، اور شیخ طوسی نے معارف اہلبیت کی نشرواشاعت اور شیعی علم، علم کلام، علم حدیث، علم رجال، درایت، علم فقہ اور اصول فقہ کی تدوین کے سلسلے میں عظیم کارنامے انجام دیئے۔ پوری شیعی تاریخ میں اس صد سالہ دور کو زرین دور کہا جاسکتا ہے۔

شیخ کلینی کے بعد سب سے عظیم عالم شیخ صدوق تھے۔جس نے تمام اسلامی علوم و

فنون میں بیش بہا خدمات انجام دیں۔ (۲) جس طرح اہلسنت میں صحاح ستہ احادیث کے سب سے معتبر مأخذ ہیں اسی طرح شیعی دنیا میں احادیث کے چار بنیادی مأخذ ہیں جن کو کتب اربعہ کہا جاتا ہے-ان میں پہلی کتاب الکافی ہے-جو شیخ کلینی کی تصنیف ہے- یہ کتاب تقریباً دس جلدوں میں شائع ہوئی ہے- دوسری اہم کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" ہے-جس کو شیخ صدوق نے تصنیف کیا- یہ کتاب ۴ جلدوں میں شائع ہوئی ہے- تیسری اور چوتھی کتاب'' استبصار '' اور'' تہذیب" ہے جو شیخ طوسی کی تصنیف ہے- یہ شیخ مفید کے شاگرد تھے اور خود شیخ مفید' شیخ صدوق کے شاگرد ہیں-

- شیخ مفید ۳۳۶ھ مطابق ۹۴۸ء میں بغداد کے نزدیک عکبرا میں پیدا ہوئے-بعض محققین کے نزدیک ان کا سال پیدائش ۳۳۸ھ مطابق ۹۵۰ء ہے- انھوں نے ابتدائی تعلیم بغداد میں حاصل کی (۳)

قاضی نور اللہ شوستری نے نقل کیا ہے شیخ مفید کے والد ان کو بغداد کے مشہور استاد ابو عبداللہ بصری اور ابو یاسر کے پاس تحصیل علم کے لئے لے گئے (۴) -مفید نے اسی کمسنی میں ایسے ایسے سوالات کئے کہ استاد انگشت بدندان رہ گئے- بچے کے پاؤں پالنے میں پہچانے جاتے ہیں- کسی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ بچہ آنے والے وقت میں عظیم ترین شیعی علماء میں سے ایک ہوگا جس کی غیر معمولی ذہانت کا تذکرہ کتابوں میں آج بھی موجود ہے۔ جیسے شہید ثالث کی کتاب مجالس المومنین میں ان واقعات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے-(۵)

شیخ مفید کا اصل نام ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان الحارثی البغدادی ہے- وہ شیخ مفید اور ابن المعلم کے نام سے مشہور ہوئے- شیخ مفید کا لقب تو اتنا مشہور ہوا کہ گویا وہ ان کا نام ہی ہوگیا- ان کو مفید کا لقب کس نے دیا؟ اس سلسلے میں مختلف روایات ہیں-ہمارے علماء اس روایت کو مانتے ہیں کہ خود امام زمانہؑ نے اس دانشمند کو مفید کے لقب سے نوازا- مگر بعض دوسری روایت کی بنا پر علامہ رمانی نے جو اس دور میں سب سے بڑے سنی عالم اور محدث تھے-

ایک علمی بحث میں شکست کے بعد کہا'' یہ شیخ مفید ہیں''- مرحوم محمد باقر خراسانی نے کتاب ''روضات الجنات'' میں نقل کیا ہے- کہا جاتا ہے کہ شیخ مفید ابھی نوجوان ہی تھے کہ علامہ رمانی کے جلسہ درس میں حاضر تھے۔ بصرہ کا ایک باشندہ آیا اور اس نے واقعہ غدیراور ماجرای غار کے بارے میں پوچھا- چونکہ واقعہ غدیر سے امیر المومنین کی عظمت کا پہلواور ماجرای غار سے خلیفہ اول کی فضیلت کا پہلو نکلتا تھا اس لئے علامہ رمانی نے واقعہ غدیر کی سندیت کے انکار اور ماجرای غار کی سندیت کے اثبات کا پہلو یوں نکالتے ہوئے کہا-''غدیر روایت ہے اور غار درایت اور عینی واقعہ ہے -درایت سے انکار ناممکن ہے اور روایت کے بارے میں بحث ہے-'' جب وہ بصری چلا گیا' شیخ مفید نے استاد سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے امام عادل اور برحق پیشوا کوقتل کیاہو یاقتل کرنے کی کوشش کی ہو؟ رمانی نے جواب دیا اس شخص نے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے-مفید نے پوچھا امام علیؑ برحق تھے؟ رومانی نے کہا بیشک - مفید نے پوچھا پھر آپ کا ان شخصیتوں کے بارے میں کیا خیال ہے جنھوں نے جنگ جمل میں امامؑ برحق کے خلاف تلوار اٹھائی ؟ علامہ رومانی نے جواب دیا : انہوں نے توبہ کر لی تھی- مفید نے کہاجنگِ جمل میں شمشیر آزمائی درایت اور عینی واقعہ ہے اور توبہ روایت- بقول آپ کے درایت ثابت ہے اور روایت میں بحث ہے-علامہ رمانی اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے فوراً ان کوعبداللہ کے پاس بھیجا اور اس میں تحریر کیا - یہ شیخ مفید ہے- اس طرح ان کا نام مفید ہوگیا- (٦)

شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے واقعہ کو دوسرے انداز میں نقل فرمایا ہے- کتاب ''مصابیح القلوب'' کے حوالے سے قاضی نور اللہ نے تحریر کیا ہے کہ یہ واقعہ قاضی عبدالجبار کی مجلس درس کا ہے- قاضی عبدالجبار سب سے بڑے معتزلی استاد علم کلام گذرے ہیں- کہا جاتا ہے معتزلہ کے علم کلام کی تدوین میں قاضی عبدالجبار کا بڑا حصہ ہے-مندرجہ بالا واقعہ کا تعلق علامہ رمانی سے نہیں بلکہ قاضی عبدالجبار سے ہے اور انہوں نے مفید کا لقب دیا تھا- (۷)

خود شیخ مفید نے کتاب '' الفصول المختارہ میں علامہ رمانی سے امامت اور خلافت کے موضوع پر اپنی بحث کا ذکر کیا ہے مگر وہاں اس کا کوئی اشارہ نہیں کہ وہ رمانی کے شاگرد تھے یا یہ کہ رمانی نے ان کو '' مفید'' کا لقب دیا -(۸)

ابن ندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں جو ۳۷۷ھ مطابق ۹۸۷ء میں لکھی گئی ہے شیخ کو '' ابن المعلم '' کے نام سے یاد کیا ہے اور مفید کے لقب کا تذکرہ نہیں کیا ہے- اس کی بنیاد پر بعض مغربی محققین خصوصاً مکدرمٹ نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ شیخ اپنے زمانے میں '' ابن المعلم '' کے لقب سے مشہور تھے اور بعد میں ان کے شاگردوں نے ان کو شیخ مفید کے نام سے مشہور کیا (۹)

لیکن شیعی علماء کے نزدیک صحیح موقف یہ ہے کہ شیخ کو یہ لقب '' امام زمانہؑ کی طرف سے عطا ہوا تھا- ابن شہر آشوب نے کہا ہے- '' مفید کا لقب '' امام زمانہؑ کی طرف سے عطا ہوا ہے'' (۱۰) طبرسی نے امامؑ کے دو یا تین مقدس فرمان نقل کئے ہیں جو امامؑ نے ۴۱۰ھ سے ۴۱۳ھ کے درمیان شیخ کے لئے ارسال فرمائے -شیعہ علماء کا اتفاق ہے کہ غیبت صغرا میں امامؑ ملت کے لئے فرمان بھیجتے تھے اور نواب اربعہ یا امامؑ کے چار مقدس نائب ان پیاموں کو قوم کے اکابر تک پہچاتے تھے-(۱۱) یہ شیخ مفید کی عظمت ہے کہ اس خادم کو خود امام علیہ السلام نے '' مفید'' کا لقب دیا-

شیخ مفید کے اساتذہ :-

شیخ مفید کے استاد خاص شیخ صدوق ہیں- شیخ صدوق کلینی کے بعد سب سے عظیم شیعہ مجتہد تھے انھوں نے نہ فقط حدیث کی مستند ترین کتاب '' من لا یحضرہ الفقیہ '' لکھی بلکہ علم کلام' فقہ اور اعتقادات شیعہ کو بھی مکتوبی شکل میں پیش کیا- شیخ صدوق کا نام نامی ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی ہے- ۳۱۱ھ مطابق ۹۲۳ء میں قم کے نزدیک' علماء کے ایک ممتاز خانوادہ میں ان کی ولادت ہوئی- ۳۵۲ھ مطابق ۹۶۲ء میں وہ بغداد تشریف

لے گئے - جوان سالی کے باوجود مرجع خلائق بنے اور شیعوں کی علمی رہبری ان تک آ گئی - (۱۲) علماء ان کی قابلیت کا لوہا مانتے تھے- ان کے شاگردوں میں سب سے ممتاز شاگرد شیخ مفید تھے- ۳۶۷ھ مطابق ۹۷۸ء میں نیشا پور اور طوس کے لئے روانہ ہوئے- (۱۳) وہاں سے بلخ گئے -مشہور کتاب '' من لا یحضره الفقیه '' اسی شہر میں لکھی گئی ہے- اس کے بعد رکن الدولہ دیلمی نے ان کو شہری (موجودہ تہران) میں اپنے دربار میں بلا لیا تاکہ علمی اور تحقیقی امور کے سلسلے میں رہنمائی' نیز دربار کے علمی مباحثوں میں شرکت کریں- (۱۴) دربار کے مباحثات میں معتزلی علم کلام کے استاد بہت تھے- انہیں کی رد میں شیخ صدوق نے کتاب'' التوحید '' تصنیف فرمائی- اس کتاب میں مخالفین کی اس تہمت کو رد کیا گیا ہے کہ شیعوں کا تصور خدا جسمانیت (تشبیہ) اور جبری مسلک سے متاثر ہے (۱۵) معتزلہ سے علمی تصادم کا یہ نتیجہ ہوا کہ آل بویہ کے وزیر صاحب بن عباد نے جو خود معتزلی تھا شیخ صدوق کا درس موقوف کر دیا- ۳۸۱ھ مطابق ۹۹۰ء میں شیخ صدوق نے وفات پائی-

شیخ مفید کے دوسرے بلند پایہ استاد ابوجعفر قولویہ ہیں-قولویہ بھی بلند پایہ مجتہد اور محدث تھے- وہ قمی محدثین کے سربراہ تھے-قم کا مکتب حدیث معتزلہ کی عقل پسندی کا سخت مخالف تھا-(۱۶)

شیخ مفید نے صدوق اور ابن قولویہ جیسے عظیم علماء سے کسب فیض کیا اور پھر علم و فضل کے اس ممتاز درجے پر پہنچ گئے کہ بغداد میں شیخ مفید کی مجلس درس میں نہ فقط شیعہ بلکہ معتزلہ اور اشاعرہ مسلک سے وابستہ صاحبان فضل کی بھی بڑی تعداد حاضر ہوتی تھی-عقلی استدلال اور قرآن و حدیث پر تبحر میں شیخ مفید اپنے دور میں بے نظیر تھے- ابن جوزی نے لکھا ہے کہ شیخ مفید کی مجلس درس ان کے محلہ درب الریاح میں قائم ہے جس کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہے(۱۷)-ہر فرقے کے علماء ان سے کسب فیض کرتے ہیں- یہاں تک کہ شاہ وقت امیر عضدالدولہ بھی کبھی کبھی شیخ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا- اس وقت شیعوں کے سیاسی اور ملی

رہبر کو "نقیب علویون" کہا جاتا تھا- شریف عبداللہ محمد بن محمد بن طاہر موسوی علوی نقیب تھے- انہوں نے اپنے دو فرزند سید مرتضیٰ اور سید رضی کو شیخ مفید کی شاگردی میں دے دیا- یہ دونوں بھائی آسمان علم کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے- سید مرتضیٰ نے تمام علوم میں شاہکار کتابیں تصنیف کیں جب کہ سید رضی نے نہج البلاغہ کی ترتیب کے ساتھ اپنے نام کو جاوداں بنا دیا- سید رضی اور پھر سید مرتضیٰ بھی علویوں کے نقیب بنے- (۱۸)

جب شیخ مفید شیعہ فرقہ کے علمی رہبر تھے اس وقت معتزلہ کی رہبری قاضی عبدالجبار کے ہاتھ میں تھی اور اشاعرہ کے پیشوا ابن باقلانی تھے- شیخ مفید سے ان دونوں علماء و متکلمین کی علمی بحثوں کا حال کتابوں میں نقل ہوا ہے- (۱۹) اس دور میں بغداد میں مذہبی آزادی کی فضا تھی- آل بویہ کے زمامدار خود زیدی شیعہ تھے لیکن امامیہ شیعی مسلک کے علماء کا بھی احترام کرتے تھے- چونکہ ملک کی اکثریت سنی تھی اور بغداد سنی مسلک کا مرکز تھا، اس لئے آل بویہ سنی اور شیعہ دونوں کے ساتھ مساوی اور عادلانہ برتاؤ کرتے تھے- نتیجاً ہر فرقہ کو مذہبی آزادی حاصل تھی- اسی آزادی کی فضا میں شیخ صدوق، شیخ مفید، سید مرتضیٰ، سید رضی اور آخر میں شیخ طوسی نے شیعی علوم و معارف کی عظیم عمارت تعمیر کی- (۲۰)

شیخ مفید کی تصانیف :-

شیخ مفید کی تصانیف ان کے دو شاگردوں شیخ طوسی اور نجاشی نے اپنی کتاب الفہرست میں بیان کی ہے- (۲۱) ابن شہر آشوب نے بھی شیخ مفید کی تصانیف کی فہرست مرتب کی ہے- ان میں سیکڑوں کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے- ف سزگین کے بقول: ان میں سے ۲۴ کتابیں اب بھی موجود ہیں- شیخ محمد حسن آل یاسین نے ان کی موجود کتابوں کی تعداد ۳۱ بتائی ہے-(۲۲) شیخ مفید کی سب سے مشہور کتابوں میں" الارشاد" ہے- یہ کتاب ۴۱۱ھ میں مکمل ہوئی-" الارشاد" سیرت آئمہ اور تاریخ آئمہ کے موضوع پر پہلی مکمل کتاب ہے- اس میں چودہ معصومین کے حالات درج کئے گئے ہیں- کتاب کا جدید ایڈیشن تقریباً ہزار صفحات

پر مشتمل ہے- اصول کافی میں شیخ کلینی نے کتاب'' الحجة'' کے نام سے چندابواب حالات آئمہ کے لئے مخصوص کئے ہیں -اس کے بعد شیخ مفید کی'' الارشاد'' حالات آئمہ میں دوسرا سب سے قدیمی' جامع اور معتبر مآخذ ہے (۲۳)

اعتقادات اور علم کلام میں شیخ مفید کی سب سے اہم تصنیف'' اوائل المقالات فی المذاہب المختارات'' ہے- اس کتاب کے مقدمہ میں شیخ مفید نے فرمایا ہے کہ ان کا مقصد شیعہ اور معتزلہ کے درمیان فرق اور اختلافات کی تشریح کرنا اور شیعوں کے عدالت الٰہی کے تصور کو معتزلہ کے عدالت الٰہی کے تصور سے متمایز کرنا ہے- (۲۴) کتاب کے آغاز میں شیخ مفید نے شیعیت کی تعریف (Definition) یہ بیان کی ہے کہ شیعیت امیر المومنین حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل پیغمبر ہونے کا اقرار،اور دوسروں کی خلافت کا انکار اور امیر المومنین اور دوسرے آئمہ کی ولایت اور پیروی کا عملی اظہار ہے-(۲۵) شیخ مفید کی یہ تعریف بڑی جامع ہے- شیخ مفید کے نزدیک مسلک معتزلہ کی تعریف'' منزلة بین المنزلین ''کے اصول کو ماننا ہے- جس کو واصل بن عطا نے بیان کیا ہے- اس کے بعد شیخ مفید نے ثابت کیا ہے-کہ شیعوں کا کوئی گروہ یہاں تک کہ نوبختی مفکر بھی (جو معتزلہ کے مسلک سے متاثر تھے) منزلة بین المنزلین کے قائل نہیں ہیں جب کہ معتزلہ تشیع کے مندرجہ بالا بنیادی اصول کو نہیں مانتے- اس لئے یہ کہنا کہ شیعہ اور معتزلہ کا یکساں نقطہ نظر ہے بے دلیل دعوا ہے-اس کے بعد شیخ مفید نے نوبختی مسلک کے بہت سے اصولوں کی رد کی ہے اور صحیح شیعہ اعتقادات پیش کئے ہیں-اس دور میں نوبختی گروہ کے کچھ متکلم اور مفکر معتزلہ کے بعض اصولوں سے متاثر ہوگئے تھے اور کوشش کر رہے تھے ان اصولوں کو شیعیت میں داخل کردیں- شیخ مفید کا ایک بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے شیعیت کو مسلک معتزلہ سے جدا کیا اور دونوں مذاہب کے عقائد کے درمیان سرحدیں قائم کیں-

اوائل کے بعد اعتقادات اور علم کلام میں شیخ مفید کی دوسری اہم تصنیف کتاب

"تصحیح الا عتقادات " ہے جوشرح اعتقادات صدوق کے نام سے مشہور ہے- اس کتاب میں مفید نے صدوق کے رسالہ الا عتقادات پر تبصرہ کیا ہے اور استاد کے نقطۂ نظر سے بعض مسائل میں اختلاف کیا ہے-شیخ مفید نے "اصحاب حدیث" سے اپنے اختلاف کا اظہار کیا ہے-

شیخ مفید کی ایک اہم تصنیف جو بہت مقبول ہے امالی شیخ مفید کے نام سے مشہور ہے- اس ضخیم کتاب میں شیخ مفید نے مختلف مسائل کے سلسلے میں احادیث جمع کی ہیں- (۲۶)
شیخ طوسی اور نجاشی نے شیخ مفید کی تقریباً ایک سو بہتر (۱۷۲) کتابوں کا تذکرہ کیا ہے- ان میں سے بہت سی اعتقادات اور علم کلام کے موضوع پر ہیں جن میں بعض یہ ہیں:

- الا رکان فی دعا ئم الدین
- الا فصاح فی امامۃ امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ
- کتاب اقسام مولیٰ فی اللسان
- الایضاح فی الا مامۃ
- کتاب الا قناع فی وجوب الدعویٰ
- کتاب ایمان ا بیطالبؑ
- الباھرفی المعجزات
- تفضیل الا ئمہ علی الملا ئکۃ
- جواب الکرمانی فی فضل النبی علی سایرالانبیاء

تاریخ اور سیرت اور رجال کے موضوع پر الا رشاد کے علاوہ بھی شیخ مفید کا بہت کام ہے- ان میں سے بعض کتابیں یہ ہیں-

- الا شراق فی لغت اھل البیتؑ
- کتاب الا علام

علم فقہ اور احکام میں بھی شیخ مفید نے بہت سے رسالے تصنیف کئے ان میں سے بعض یہ ہیں :

- الا رکان فی الفقه
- کتاب احکام المتعه
- احکام النساء
- کتاب بیان وجوه الا حکام

علم اصول فقہ کی با قاعدہ تدوین تو شیخ طوسی نے کی مگر ان سے پہلے شیخ صدوق اور پھر شیخ مفید نے بھی اس علم میں کتابیں تصنیف کی ہیں۔شیخ مفید کے بعض رسائل یہ ہیں -

- کتاب اصول الفقه

شیخ مفید کے شاگرد کراجکی نے کنز الفوائد میں یہ رسالہ پورے کا پورا نقل کر دیا ہے۔

- کتاب الا ستبصار فیما جمعه الشافعی من الاخبار (یہ کتاب امام شافعی کے نظریات کی رد میں تصنیف کی گئی)۔

علم حدیث میں شیخ مفید نے شیخ کلینی، شیخ صدوق اور شیخ طوسی کی طرح ضخیم مجموعے تو مرتب نہیں کئے لیکن متفرق رسالے اور کتابیں بہت سی ترتیب دیں۔ شیخ طوسی، نجاشی اور ابن شہر آشوب نے حدیث کے موضوع پر شیخ مفید سے بہت سے رسالوں کا تذکرہ کیا ہے۔

اس طرح شیخ مفید شیعیت کی تاریخ کی وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے تمام اسلامی موضوعات کے بارے میں یادگار کرنے میں کارنامے انجام دئے ہیں۔

❀❀❀❀❀

حوالے

1) W.Madelumg ,Imamism and Mutazalite, Thelogy in leshi'ism imamite

R. Stothmamm, Al-mufid,Encyclopaedia of islam.

(۲) مارٹن مکدرمت - شیخ مفید کے کلامی افکار ص ۴-۵
(۳) قاضی نور اللہ شوستری : مجالس المومنین' تہران - اسلامیہ ۱۳۷۵ ھ
(۴) مجالس المومنین' تہران' اسلامیہ ص ۷۵
(۵) قاضی نور اللہ شوستری : مجالس المومنین ص ۴۶۴
(۶) محمد باقر خراسانی: روضات الجنات (دوسرا ایڈیشن تہران ۱۳۶۷ھ)
(۷) قاضی نور اللہ شوستری : مجالس المومنین (تہران اسلامیہ صفحہ ۴۶۳ ص ۵۳۸ بہ بعد)
(۸) شیخ مفید : الفصول المختارہ من العیون و المحاسن دوسرا ایڈیشن - نجف الحیدریہ ۱۹۶۲ء ص ۷۴-۲۶۹
(۹) مکدرمٹ : سابقہ صفحہ ۱۴
(۱۰) محمد بن علی بن شہر آشوب : معالم العلماء نجف حیدریہ ۱۹۶۱ء ص ۲۳
(۱۱) طبرسی : الاحتجاج' نجف، مکتبہ النعمان ۱۹۶۶ء ص ۳۲۲
(۱۲) نجاشی : رجال ص ۳۰۳
(۱۳) شیخ طوسی : فہرست ص ۱۸۶ خود مفید نے مختلف جگہ اشارہ کیا ہے۔
(۱۴) ابن بابویہ : المقنعہ' مقدمہ ص ۲۵
شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین ۴۵۶،
خونساری ص ۵۳۳
(۱۵) ابن بابویہ : کتاب التوحید، تہران' مکتبہ الصدوق ۱۳۸۷' ص ۱۷
(16) W.Madelung :Imamism and Mu'tazilite Theology , P,17
17- L,Massignan : cadis et naqibs Baghdadiens P264
ملاحظہ ہو: قاضی نور اللہ شوستری کی مجالس المومنین۔
قاضی عیاض : ترتیب المدارک' قاہرہ دارالفکر ۱۹۴۷ ص ۲۴۶

(۱۸) مارٹن مکڈرمٹ :- شیخ مفید کا کلامی نظریہ ص ۸

(۱۹) طوسی الفہرست ص ۱۷۸، نجاشی ص ۱۰' ۳۰

(۲۰) محمد علی بن شہر آشوب : معالم العلماء' نجف حیدریہ ۱۱۱' ۱۱۴

(21)F.Sezgin History of Arab Manuscript,Leiden 1967

(۲۲) محمد حسن آل یاسین : الشیخ مفید' مجلہ البلاغ' بغداد ۳، ۱۹۷۰

(۲۳) الا ارشاد کا اردو ترجمہ پاکستان میں منتشر ہوا ہے- اور پروفیسر ہاوارڈ (Howard) نے اس کتاب کا انگریزی ترجمہ کیا ہے جو محمدی ٹرسٹ لندن نے شائع کیا ہے-

(۲۴) اوائل ص ۱-۲

(۲۵) شیخ مفید : اوائل صفحہ ۳

(۲۶) سابقہ ص ۴ تا ۵

❀❀❀❀